# خاوند کی رائے ہے کہ بچوں کو سکول داخل نہ کروایا جائے کیونکہ سکولوں کے حالات خراب ہیں

زوجها يرى عدم إرسال أولاده إلى المدارس لفسادها

[ urdu - اردو - أردو ]


شیخ محمد صالح المنجد



ترجمہ: اسلام سوال وجواب ویب سائٹ

تنسیق: اسلام ہا ؤس ویب سائٹ

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

تنسيق: موقع islamhouse

2013 - 1434

IslamHouse.com

# خاوند كى رائے ہے كہ بچوں كو سكول داخل نہ كروايا جائے كيونكہ سكولوں كے حالات خراب ہيں

ميرا ہميشہ خاوند كے سا تھ اختلاف رہتا ہے، اور اس كا سبب يہ ہے كہ: خاوند بچوں كو سكول داخل نہيں كروانا چاہتا اس كا كہنا ہے كہ: سكول بچوں كو خراب كر ديتے ہيں، برائے مہربانى آپ بتائيں كہ دينى اعتبار سے آپ كى رائے كيا ہے ؟

---

الحمد للہ:

اول:

بندے پر اللہ كى جانب سے اولاد ايك بہت بڑى نعمت ہے، اور بندے كى گردن ميں يہ امانت ہے جس كے بارہ ميں اس سے روز قيامت سوال كيا جائيگا، جيسا كہ درج ذيل حديث ميں وارد ہے:

عبد اللہ بن عمر رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ ميں نے رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كو يہ فرماتے ہوئے سنا:

"تم سب ذمہ دار ہو، اور تم سب سے تمہارى ذمہ دارى اور رعايا كے بارہ ميں پوچھا جائيگا تم اس كے جوابدہ ہو، حكمران اپنى رعايا كا ذمہ دار ہے اور اس سے اس كى رعايا كے بارہ ميں پوچھا جائيگا وہ اس كا جوابدہ ہے، اور مرد اپنے گھر والوں كا ذمہ دار ہے اس سے اس كى ذمہ دارى كے بارہ ميں پوچھا جائيگا، اور عورت اپنے خاوند كے گھر كى ذمہ دار ہے اس سے اس كى رعايا اور ذمہ دارى كے بارہ ميں پوچھا جائيگا"

صحيح بخارى حديث نمبر ( ٨٥٣ ) صحيح مسلم حديث نمبر ( ١٨٢٩ ).

والد پر واجب ہے كہ وہ اپنى اولاد كو ہر برائى اور غلط چيز بچا كر ركھے چاہے وہ مادى ہو يا معنوى، اور اس سب سے اولى يہ ہے كہ بچوں كے دين اور دين پر التزام كو محفوظ كيا جائے.

دوم:

مسلمان كے ليے اصل تو يہى ہے كہ وہ نيكيوں اور برائيوں ميں موازنہ كرے، اور سلبيات اور ايجابيات دونوں ميں مقارنہ كرے، اور پھر جو جانب راجح وہ اس پر عمل كرے.

بلاشك و شبہ سكولوں كی سلبيات بھی ہيں اور ايجابيات بھی، اس ليے سكول كا بچے پر سلبی اثر بھی ہوتا ہے اور ايجابی يعنی بچوں كی تربيت اور پرورش پر منفی اثر بھی ہوتا ہے اور مثبت اثر بھی.

اكثر والدين سكولوں كے سلبی اور منفی اثر كی شكايات ہی كرتے ہيں، اور واقعتا ايسا ہی ہے جو اكثر ديندار گھرانوں كے ليے مشكل ہے اور وہ اس سے دوچار ہيں، ليكن ان سلبيات اور منفی اثرات پر مسلمان كئی ايك امور كے ذريعہ قابو پا سكتا ہے:

ا ـ ان كی حفاظت كے ليے اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا كے ذريعہ مدد مانگی جائے، اور اللہ كے سامنے عاجزی كی جائے اور پھر اولاد كی حفاظت كے ليے دعا تو ايك عظيم ہتھيار اور اسلحہ كی حيثيت ركھتا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی نے نيك و صالحين كی دعا ذكر كرتے ہوئے فرمايا ہے:

}اور وہ لوگ جو يہ كہتے ہيں اے ہمارے رب تو ہميں ہماری بيويوں اور اولاد سے ہماری آنكھوں كی ٹھنڈك عطا فرما اور ہميں متقيوں كا امام و پيشوا بنا }الفرقان ( ٧٤ ).

اس توضيح كے ساتھ كہ والدين كی اصلاح و نيك ہونے كا اولاد كی اصلاح اور نيك ہونے پر بڑا اثر ہوتا ہے.

جيسا كہ اللہ سبحانہ و تعالی كا فرمان ہے:

}اور رہی ديوار تو يہ دو يتيم بچوں كی تھی جو شہر ميں رہتے تھے، اور اس ديوار كے نيچے ان كا خزانہ تھا، اور ان كا والد نيك و صالح تھا، چنانچہ تيرے پروردگار نے چاہا كہ جب وہ بالغ ہوں تو تيرے پروردگار كی رحمت سے اپنا خزانہ نكال ليں }الكھف ( ٨٢ ).

ابن رجب رحمہ اللہ كہتے ہيں:

اللہ تعالی بندے كے نيك ہونے كی وجہ سے اس كی موت كے بعد اس كی اولاد كی حفاظت فرماتا ہے، جيسا كہ اللہ سبحانہ و تعالی كے اس فرمان ميں كہا گيا ہے:

}اور ان دونوں كا والد نيك و صالح تھا.{

ان دونوں كی حفاظت والد كے نيك و صالح ہونے كی وجہ سے ہوئی تھی " انتہی

ديكھيں: جامع العلوم و الحكم ( ١٨٦ ).

ب ـ والدين كا بچے كی تربيت اور پروش ميں دخل ہو اور صرف انہوں نے سكول پر ہی بچے كو نہ چھوڑ ديا ہو، اس ليے والد كو چاہيے كہ وہ اسے

اپنے ساتھ مسجد میں لے کر جائے اور انہیں حفظ قرآن کی کلاسز میں داخل کرائے، اور علمی دروس میں بٹھائے، اور ان کے دلوں میں دین کی محبت جاگزیں کرے، اور اسی طرح ماں اپنی بیٹیوں کے ساتھ بھی یہی طریقہ اختیار کرے، کیونکہ ماں اور باپ دونوں کے واجبات میں شامل ہوتا ہے.

ج ۔ والد اپنی اولاد کی نگرانی کرے، اور سکول میں بھی مسلسل نگرانی رکھے، اور اس کے اساتذہ کے ساتھ مل کر نگرانی کرے، اور اسی طرح طلبہ کے ساتھ بھی، اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کی نرمی کے ساتھ راہنمائی کرے اور انہیں نصیحت بھی کرتا رہے، اور ترغیب و ترهيب کا اسلوب استعمال کرے.

د ۔ سرکاری سکولوں کی بجائے ان سکولوں اور مدرسوں میں بچے کو داخل کرے جو اسلامی مدارس اور سکول ہوں اور دینی امور کو اہمیت دیتے ہوں، اور اس میں بھی اسے اچھے سے اچھا سکول اور مدرسہ اختیار کرنا چاہیے، الحمد للہ یہ بہت زیادہ ہیں.

اور اگر والد بچے کی فیس ادا نہیں کر سکتا تو پھر وہ کوئی ایسا مدرسہ اور سکول تلاش کرے جو بہتر ہو اس کے لیے وہ لوگوں سے مشورہ بھی کرے اور دریافت بھی کرے کہ کونسا اچھا سکول اور مدرسہ ہے.

ھـ ۔ والدین کوشش کریں اور حرص رکھیں کہ بچہ سکول اور مدرسہ میں کسی اچھے نیك و صالح طالب علم کو اپنا دوست بنائے، اور اسی طرح محلے میں بھی کوئی اچھا دوست ہو.

وہ اس طرح کہ مسجد کے ساتھیوں میں سے یا پھر حفظ قرآن کریم کی کلاس میں سے یا پھر قابل اعتماد رشتہ دار میں سے ہو.

و ۔ والدین کوشش کریں کہ ان کے اور اولاد کے مابین کوئی خلا نہ ہو، وہ اس طرح کہ مثال کے طور پر اگر کوئی مشکل اور پربلم ہو تو اولاد جلدی سے والدین کے سامنے رکھے، یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ ایسا ہو تو والدین اور اولاد کے مابین کوئی خلا نہیں ہوتا.

شاہد یہ ہے کہ: سب سے عظیم اور بڑی مسؤلیت اور ذمہ داری اولاد کی ذمہ داری ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ کا قول ہے:

"جس شخص نے اپنی اولاد کو فائدہ اور نفع مند تعلیم دلانے میں کوتاہی سے کام لیا اور اسے ویسے ہی بیکار چھوڑ دیا تو اس نے اولاد کے ساتھ بہت ہی برا سلوك کیا.

اکثر بچوں میں فساد اور خرابی ان کے باپوں کی کوتاہی کی وجہ سے آتی ہے کہ وہ ان کا خیال نہیں کرتے، اور انہیں تعلیم نہیں دلاتے، اور دین کے فرائض اور سنن نہیں سکھاتے، اس طرح انہوں نے اپنی اولاد کو ضائع کر دیا " انتہی

دیکھیں: تحفۃ المودود ( ۲۲۹ ).

پھر اس کے بعد ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اگر انسان اپنے بچوں کو سکول سے ہٹانے پر مجبور ہو جائے تو اصل میں اسے بچوں کو سکول سے نکالنے سے قبل کوئی مناسب حل نکالنا چاہیے کہ اس سکول کے بدلے کوئی اور سکول تلاش کر لیا جائے تا کہ اولاد ضائع نہ ہو جائے.

خاص کر ہم نے دیکھا ہے کہ جو شخص ورع اختیار کرتے ہوئے سکول کو چھوڑ دیتا ہے اس کی اولاد ضائع ہو کر ٹیلی ویزن دیکھنے یا پھر گلیوں میں گھومنے لگتی ہے، اور وہ جہالت کی ندیوں میں غوطے کھاتے ہوئے جہالت میں ہی غرق ہو جاتے ہیں.

اور اس کے ساتھ ساتھ ان کا مشغلہ لہو لعب بکثرت ہو جاتا ہے، اور وہ کچھ نہیں کرتے، بلکہ بچوں کو نقصان پہنچنے کی بنا پر والد گنہگار ٹھرتا ہے.

اس لیے ہماری والد کو نصیحت ہے کہ وہ اپنی اولاد کو سرکاری سکول میں داخل کرانے سے مت روکے، بلکہ اسے چاہیے کہ وہ اس کے منفی اثرات کو ختم کرنے کی کوشش کرے اور حسب استطاعت اس کی سلبیات کا علاج کرنے کی کوشش کرے.

ہم بہن کو بھی نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اللہ سے مدد طلب کرتی ہوئی اللہ رب العزت سے دعا کرے اور اس کے ساتھ ساتھ خاوند کے ساتھ بات چیت بھی کرے، اور اس سے مناقشہ اور بحث بڑے نرم رویہ کے ساتھ دلیل دے کر کرے تا کہ وہ مطمئن ہو جائے.

اور اسے اپنے خاندان والوں میں سے عقل و دانش اور خیر و صلاح والے شخص سے معاونت حاصل کرنی چاہیے تا کہ وہ اس سے بات چیت کرے.

اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہماری حفاظت فرمائے، کیونکہ اسی سے امیدیں وابستہ ہیں، اور ہماری اولاد کی بھی ہر برائی سے حفاظت فرمائے.

واللہ اعلم .